بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت پیرومرشد سید سعد اللہ سید نجی علیہ الرحمہ سعدؔا کیلوی

وحید اشرف

حضرت بندگیمیاں سید خوندمیر صدیقِ ولایت وحاملِ بارِامانت رضی اللہ عنہ کی بارھویں پشت پر حضرت پیرومرشد سید سعد اللہ سید نجی میاںؒ صاحب ہوئے ہیں۔ حضرت سید منوّر عرف روشن میاں صاحبؒ کے ہاں، ۲۳/ جمادی الثانی ۱۲۷۵ھ مطابق ۲۶/ جنوری ۱۸۵۹ء بروز جمعرات تولد ہوئے۔ اپنے بیش قیمت علمی اثاثہ خصوصاً زبدۃ العرفان کو زندگی بخشنے کے بعد قمری سال کے حساب سے اکسٹھ (۶۱) اور شمسی سال کی رُو سے انسٹھ (۵۹) سال زندگی پائی اور ۸/ جمادی الثانی ۱۳۳۶ ہجری مطابق ۱۹/ مارچ ۱۹۱۸ء بروز جمعہ، اس ناسپاس دنیا کو خیر باد کہا۔ اس وقت حظیرۂ میاں سید راجؒ محمد (حظیرۂ شہیداںؒ) میں آرام فرما ہیں۔

حضرت سید سعد اللہ سید نجی صاحب سعدؔاؒ کیلوی اپنے والدِ بزرگوار حضرت پیرومرشد سید منور عرف روشن میاں صاحبؒ کے ہاتھ پر ۱۳۰۳ھ میں ترکِ دنیا کے فرض کی تکمیل کی اور کافی عمر والد ہی کی تربیت میں رہے اور سلوک، طریقت علومِ باطنی، وسرّ عرفانی کی تعلیم کی تکمیل کی۔ اس کے علاوہ دینی امور میں اور علومِ عربی وفارسی، عام فقہی علوم، استاد مولوی عباس علی خانصاحب، عبدالکریم صاحب (صدر جامعۂ نظامیہ) اور مولانا شیخ جابر صاحب سے سیکھے۔

آپ پیرِ کامل، مرشدِ باعمل ہی نہیں تھے بلکہ ایک بہترین ادیب، اعلیٰ درجہ کے شاعر بھی تھے۔ آپ کی تصنیفات میں تصوف پر مثنویٔ ماہئیت (اردو)، تعلیماتِ منوری (اردو) مثنوی زبدۃ الاسرار (فارسی) اور مثنوی زبدۃ العرفان (اردو۔ چھ جلدوں پر)۔ علم التاریخ پر خلاصۃ التواریخ (دوجلدیں۔ اردو)، سیرت بندگیمیاں شاہِ خوندمیرؓ (عربی اور اردو)، شجرۃ الانساب (تسویتِ سیدینؓ۔ اردو) سیرت امام آخرالزماں سیدنا مہدیٔ موعودؑ احسن السیَر (مسدس اردو) مثنوی شہادت حضرت اجی میاں صاحبؒ۔ عقائد پر مثنوی تسویتِ خاتمینؑ (اردو) رسالہ اتباع (اردو)، رسالہ نماز جمعہ وعیدین (اردو)، قصائد وفضائل میں بھی آپ کی تصنیفات ہیں۔

مثنوی

مثنوی فارسی شاعری کی ایک معروف صنف ہے۔ یہ صنف فارسی میں اب تک مروج ہے جبکہ،قدیم ہندوستان میں فارسی سرکاری زبان ہونے کے سبب اس صنف کو کافی عروج ملا۔ بلکہ یہ شاعری کی جان تھی۔ ہندوستان کی مختلف زبانوں کا ، ملک کے پایۂ تخت میں یک جا ہونے پران زبانوں کا رسم الخط فارسی پر ہونے لگا اوراس طرح ہندوستانی زبانوں کے ساتھ ساتھ فارسی، ترکی، ہندی (بیشتر)اورعربی کے ارتباط سے فارسی رسم الخط میں ایک نئی زبان (اردو) نے جنم لیا۔اس طرح فارسی (شاعری کی) کی تمام اصناف نے اس زبان کو پروان چڑھایااورایک اعلیٰ معیار عطا کیا۔کسی ملک کی تہذیبی شناخت وہاں کے معاشرہ،ماحول اورلوگوں کے اخلاق سے ہے۔قدیم اورابتدائی اردو زبان نے ایک جمہور کومہذب بنایااوراعلیٰ تمدنی شناخت بخشی۔

مثنوی کسی داستان کوتسلسل کے ساتھ بیان کرتی ہے۔اس کا ایک شعرہم قافیہ ہوتا ہے۔تمام مثنوی ایک ہی بحر میں ہوتی ہے۔نہ قصیدہ کی طرح ابیات کی تعداد محدود ہے نہ غزل کی مانند ردیف وقافیہ کی پابند۔فلسفہ،مناظر قدرت، رزم و بزم کی داستانیں،حسن وعشق اورتصوف کی طویل بحث اس صنفِ سخن میں بہت ہی دلنشین انداز میں بیان کی جاتی ہے۔اردوادب میں مثنوی میں زیادہ تر تصوف کا بیان ہوتا ہے۔دوسرا مقام حسن وعشق کا ہے جو بہت ہی کم ہے یا پھراس کوتصوف کی طرف موڑ لیا گیا۔مشرقی شاعری میں اس سے بہتر کوئی صنف دلچسپی، دلنشینی اورانہاک پیدانہیں کرسکی۔

مثنوی کا ذکر آتے ہی دوصوفی شعرأ کے نام زبان پر آجاتے ہیں۔مولا جلال الدین محمد بلخی شمس تبریزی اورمولانا رومؒ۔ مولانا روم کا نام بھی جلال الدین رومی تھا۔جب رومیؒ کی ملاقات شمس تبریزؒ سے ہوئی آپ نے شمس تبریزؒ کی صحبت اختیار کرلی۔شمس تبریز سے آپ کی عقیدت والہانہ عشق کے درجہ تک پہنچ گئی۔رومیؒ کے بیٹوں اورشاگردوں نے شمس تبریزؒ کوتنگ کرنا شروع کیا توشمس تبریزی قونیہ سے چلے گئے۱۲۵۴ء میں شمس تبریزؒ کے انتقال پرمولانا رومؒ نے درویشی کا ایک سلسلہ ان کی یاد میں شروع کیااس سلسلے کے پیرومولاوی اورسماعی کہلاتے ہیں مولانا روم کی شاعری تصوف سے پُر ہے۔ان کی مثنوی،ان کی شہرت وعظمت کا باعث بنی۔۱۲۷۲ء قونیہ میں انتقال کیا۔مثنوی کا یہ شعرزبانِ زدعام وخواص ہے ؎

مثنوی مولویٔ معنوی ہست قرآں در زبانِ پہلوی

ہندوستان میں بھی مثنوی لکھنے کارواج تھا۔سلسلہ ہائے تصوف کے کئی مرشدین کرام اورصاحبِ حال فقرائے کرام نے ،حمدِ ربّی تعالیٰ وسیرت نبیؐ، دینی ومسلکی عقائد، حکایات،اقوالِ اصحابِ کرام وتعلیماتِ بزرگان کوصنفِ مثنوی کے ذریعہ ایسے

دلپذیر انداز میں بیان کیا ہے کہ اسکا مطالعہ کرنے والا قاری، مدہوش و مسحور ہو کر دنیا کی رغبتی سے آزاد ہو جائے۔

اردو ادب میں مثنوی لکھنے والوں میں، نمایاں ایک نام حضرت پیر و مرشد سید سعداللہ سیدن جیؒ سعدؔا کیلوی کا بھی ہے۔ آپ نے چھتیس ہزار (۳۶٬۰۰۰) اشعار پر مشتمل مثنوی لکھی ہے جو زبدۃ العرفان کے نام سے چھ جلدوں پر محیط ہے۔ اردو ادب کی تاریخ میں اتنی ضخیم مثنوی شائد ہی کسی نے لکھی ہو۔ زیرِ مطالعہ مثنوی ایک ہزار تین سو سترہ (1317) صفحات پر مشتمل ہے۔

آپ کی سن پیدائش ۱۲۷۵ ہجری مطابق ۱۸۵۸ء ہے۔ عمر کے آخری وقت یعنی ۱۳۳۶ ہجری مطابق ۱۹۱۸ء تک مثنوی کا لکھنا جاری رہا۔ زبدۃ العرفان، مثنوی مولانا رومؒ کی بحر اور زمین پر ہونے کے سبب حضرت پیر و مرشد سید سعداللہ سیدن جیؒ سعدؔ اکیلوی کو حیدر آباد کے (بلا تخصیصِ مسلک) علماء کرام نے ''مولانائے دکن'' کے خطاب سے سرفراز کیا۔

ہر ایک جلد کا سَرِ شعر ملاحظہ ہو۔

ہے خودی پر سب شریعت کا مدار
بیخودی پر ہے طریقت کا مدار

(۲)

دل کے اندر ہے ظہورِ مصطفیٰؐ
اول و آخر ہے نورِ مصطفیٰؐ

(۳)

ہے خلائق سے سدا شاغِل نبیؐ
اور سدا خالق سے ہے شاغِل ولیؒ

(۴)

مصطفیٰؐ کا سِلسِلہ جس کو ملا
مل گیا اس کو خدا کا سِلسِلہ

(۵)

چاہتا ہے گر وصالِ مصطفیٰؐ
رکھ ہمیشہ تُو خیالِ مصطفیٰؐ

(۶)

جانتا ہے گر نبیؐ کو تُو نبیؐ
ہے نبیؐ کی معرفت سے اجنبی

مثنوی زبدۃ العرفان ایک ایسی معرکۃ الآرأ تصنیف ہے کہ اس کی علمی خوبیوں واعلیٰ معیار پرقلم رواں کرنے سے پہلے ایسے ہی ہم وزن الفاظ پر پہلے تحقیق اور جستجو کی ضرورت ہے بلاشبہ اس وقت کوئی ایسا ادیب نہیں ہے جو زبدۃ العرفان کی تشریح کر سکے۔ حضرت سیدنجی صاحب علیہ الرحمہ نے اسرارِ الٰہی ومعرفت الٰہی کے رموز کو اتنے دلسوز انداز میں بیان کیا ہے کہ انسان کی دنیا سے رغبتی جاتی رہے اور آنکھ سے آنسو۔

دیدارِ الٰہی کی ایک حدیث کو حضرت سیدنجیؒ صاحب نے بڑے ہی دلنشیں انداز میں اس طرح بیان کیا ہے۔ کہ اس کی قرأت سے قاری کے دل سے دنیا کی رغبت جاتی رہے اور آنکھ سے آنسو جاری ہو جائیں۔

جانتے تھے راز پیغمبرؐ کے یار — تھے صحابہؓ عارفانِ کردگار
راز جو صدرِ نبیؐ میں تھا نہاں — سینۂ صدیقؓ میں تھا وہ عیاں
جان و دِل سے تھا نِثارِ مصطفیٰؐ — عاشقِ حق دوستدارِ مصطفیٰؐ
عارفِ یزداں تھے عثمانؓ و عمرؓ — معرِفت کے راز سے تھے با خبر
بندگانِ خاص تھے اللہ کے — تھے مقرّب شاہ کی درگاہ کے
جانتے تھے راز یارانِ رسولؐ — تھا خدا کی ذات سے ان کو وصول
بوہُریرہؓ کو ملے تھے جام دو — جام ظاہر کا دِکھایا عام کو
حُکمِ شرعی کو کیا سب مشتہر — کچھ نہیں اس کے بیاں سے تھا خطر
جامِ باطن کو چھپایا سربسر — عام لوگوں سے کیا وہ مُستتر
راز کے اظہار میں نقصان ہے — اور چھپانا رازِ حق ایمان ہے
دو جہاں کے شاہ کا فرمان ہے — اختفائے رازِ حق ایمان ہے

☆☆☆☆☆

ایک حکایت ہے کہ ایک مرشد اکمل نے اپنی انگلی کے پور پر ایک چھوٹا سا دانہ رکھا اور اپنے مریدوں سے سوال کیا کہ یہ کیا ہے کسی نے کہا حضرت یہ تل ہے، تو کسی نے عرض کی کہ یہ تل کا دانہ، اور کوئی بولے حضرت یہ واقعی تل ہے کھانے کے مسالوں میں استعمال کی جاتی ہے۔ ایک لڑکا جو اپنے کسی کام میں مشغول تھا وہیں سے کہہ اٹھا میاں یہ شجر ہے اس میں ہزاروں برگ، سینکڑوں ڈال اور لاکھوں تل پنہاں ہیں۔ حضرت نے کہا کمال یہ نہیں کہ کسی سے کوئی انوکھی بات یا عمل سرزد ہو جائے بلکہ کمال، اکمل کی فکر کی انتہا ہے۔ اسی فکر کو حضرت سید نجی صاحبؒ نے بڑے کمال سے پیش کیا ہے۔

جب زمیں میں ڈالتا ہے تُو بزور   چند دن میں جھاڑ ہوتا ہے ضرور

غور کر تو پوست اور اثمار پر   ہے محافظ مغز کی وہ سربسر

پوست میں ہوتا ہے جب پیدا خلل   ناقص و بیکار ہو جاتا ہے پھل

کر شریعت کی نگہبانی ضرور   ہے اگر اسلام کا تجھ کو شعور

بیج ہے عرفاں شریعت ہے شجر   ہے شریعت پُوست عرفاں ہے ثمر

غور کر اے بیج اپنی اصل پر   بیج ہی ہے اولاً تُو سربسر

اس زماں دانہ کو کہتے ہیں شجر   جھاڑ کو کہتا نہیں کوئی ثمر

جب تلک ہے تیری صورت اے شجر   یاد رکھ ہرگز نہ ہوگا تو ثمر

چھوڑ دے اے بیج صورت اپنی تو   جھاڑ ہونے کی اگر ہے آرزو

ہے اگر تجھ کو ترقی کی ہوس   چھوڑ دے تُو مَیں پنے کو اپنے بس

جب تلک گِل میں نہ گل جائیگا تو   سربسر کیوں کر بدل جائیگا تو

خاک میں جب تک نہ ہو گا مُستتر   سربسر ہرگز نہ ہوگا توشجر

گِل میں مِل اور گِل میں گل جا سربسر   مَیں پنے سے تو نکل جا سربسر

ہے ہر اک صورت کا تجھ سے ہی نمود   شکل ہے حیواں نباتی ہے نمود

صورت اپنی چھوڑ دے اے بیج زود   تا نباتی شکل ہو تری نمود

حضرت نے نظر کی فضیلت کے بیان میں فرمایا ہے کہ ظلمت (اندھیرا) دراصل نور ہے۔

تو سمجھ نورِ نظر کیا چیز ہے   غور کر نورِ بصر کیا چیز ہے

کر تو اس بیتِ مقدس کا طواف   دیکھ اس کمرہ کا ہے کالا غلاف

غور کر تو اس نظر میں جاوداں　　ہے خدا کا نور ظلمت میں نہاں
حق نے فرمایا ہے تجھ کو ارجعی　　اور ثُمّ اَرجِع ہے واقعی
اور رَجَعنَا ہے حدیثِ مصطفیٰؐ　　غور کر حضرت کا کیا ہے مدعا
اَئے برادر گر بنے گا تو نظر　　تجھ میں ہوگا سب سیاہی کا اثر
یہ سیاہی سب لباسِ ذات ہے　　اس میں ساری ذات کی ہی بات ہے
ہے سواد الوجہی کا جو ماجرا　　عارفوں کی ابتدا اور انتہاؑ
ہے جو ذاتی رنگ ہوتا ہے سیاہ　　ہے سیاہی خاص منظورِ الٰہ
ہیں سیاہی میں عیاں اسرارِ ذات　　ہیں سیاہی میں نہاں انوارِ ذات
ہے جو کُل پتلی میں وہ موجود ہے　　دیکھ سب پتلی میں وہ موجود ہے

۳۸۴۔تابع ومتبوع کی حقیقت

معنیٰ متبوع فی المعنی کو جان　　نقلِ مہدیؑ کو تو جان و دل سے مان
جب تو کہتا ہے زباں سے لفظ با　　ہے اَلِف موجود با میں اَئے فتا
ہے اَلِف با کے اخیر اَئے نامور　　ایک ہے معنی میں متبوع اَئے پسر
تو اَلِف کو جان مت با سے جدا　　ہے حقیقت دونوں کی اِک اَئے فتا
جب ملے دونوں ہوا نام اس کا با　　جان مت با کو الف سے تُو جدا
ہے اَلِف با میں ہے سب با میں عیاں　　اول و آخر ہے با کے درمیاں
تو اَلِف ہے تجھ سے اول کون ہے　　ہے تو افضل تجھ سے افضل کون ہے
بات جو خلوت کی ہے قرآن میں　　خاص وہ رحمان کے فرمان میں
گرچہ قرآں از لبِ پیغمبرؐ است　　ہر کہ گوئد حق نہ گفت اَوَ کافر است
دو دہاں دارئم گویا ہم چنے　　یک دہاں است در لبِ ہائے وَلے
ہے ولایت اور نبوت زیر وبم　　ذات حق کی جلوہ گر ہے دمبدم
ظاہر و باطن کا ہے صرف اعتبار　　اصل میں اس کا نہیں ہوتا شمار

۷۸۵.وَ مَنْ يُّخرِج مِن بَيتِهِ مُها جراً اِلى اللهِ وَ رَسوُلِهِ ثُمَّ يُدرِ
كهُ المَوُتُ فَقَد اَجرُهُ على اللهِ وَ كانَ اللهُ غَفُو راً رَحِيماَ.ہ

ترجمہ: اور جو شخص اپنے گھر اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی طرف ہجرت کر کے نکلے پھر اسکو آئے موت تو اللہ کے ذمہ اسکا اجر ثابت ہو چکا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ سورۂ نساء کی اس آیت کے محققانہ تفسیر اور تصوف کے اعلیٰ اور عرفانی مسائل کا بیان جو اسی آیت سے استنباط کئے گئے ہیں۔

دیکھ مَــن یُـخـــرُج خدا کا ہے کلام — چھوڑ دے گھر اپنا ائے عالی مقام
جو کوئی نکلا ہو گھر کو چھوڑ کر — حق کی جانب اور سوئے پیغامبرؐ
حق سے اور احمدؐ سے وہ واصل ہوا — مدعائے جان و دل حاصل ہوا
دوست اپنے دوست سے واصل ہوا — تارکِ دنیا ہوا کامل ہوا
گر میانِ راہِ رحلت ہو گئی — حق پہ لازم اس کی اجرت ہو گئی
کیا ہے اجرت وہ خدا کی ذات ہے — اس نفی میں ذات کا اثبات ہے
کیا ہے اجرت دولتِ دیدار ہے — کیا اجرت رویتِ دلدار ہے
ہے خدا کے پاس نکلا گھر سے جب — حورِ جنت کی اُسے پرواہ ہے کب
گھر ترا کیا ہے ؟ تقید ہے ترا — ہو تُو مطلق قید کو کردے رہا
ہے اگر حق کی طلب اور آرزو — تُو زمینِ معرفت میں بیج بو
دیکھ فرماتا ہے اَضْــعَــا فًــا خدا — ہے وہ ثمرہ سب تیرے انفاس کا

احقر مزید اشعار کی نقل سے قاصر ہے۔ یہ ایک ایسا بحرِ عمیق ہے اس کی تہہ سے موتی نکالنے کی چاہ (خواہش) پیراک کو تھکا کر خالی ہاتھ ہی واپس لوٹ جانے پر مجبور کر دیتی۔ مثنوی زبدۃ العرفان کے علاوہ آپ کی ایک اور حیرت انگیز تصنیف ''مسدس احسن السیر'' ہے جو الحمداللہ تکمیل ہو چکی ہے۔